سخی منصور

اور

احسان فراموش

کہتے ہیں کہ بہت عرصہ پہلے ایک بڑا سلطان رہتا تھا۔ جس کا نام منصور سخی تھا۔ وہ اپنے عہد کا سب سے بڑا اور دولت مند سلطان تھا۔ اس کی مملکت وسیع اور شان وشوکت کا عظیم تھی۔وہ بہت سخاوت کرنے والا اور قابل تعریف عادتوں کا مالک تھا۔ وہ اپنی رعایا کی حالت سے بذات خود واقف ہو کر ان کی بہتری اور بہبودی میں کوشاں رہتا تھا۔

ایک روز اسے اپنے ملک کے طول وعرض میں سفر کرنے کا اتفاق ہوا۔ وہ اپنی رعایا کے حالات کا مشاہدہ کرنا چاہتا تھا تاکہ معلوم ہو کہ لوگ خوشحالی سے زندگی بسر کررہے ہیں یا کسی بدبختی اور مشکل میں مبتلا ہیں۔ وہ چاہتا تھا کہ لوگوں کی شکایات سنے اور انہیں ظلم وستم سے نجات دلائے۔ وہ عادل بادشاہ تھا اور انصاف کرتے وقت محض شکل وصورت کو خاطر میں نہیں لاتا تھا بلکہ ہمیشہ سچائی اور انصاف چاہتا تھا۔ اس سفر میں اس کے وزیر اس کی مملکت کے بڑے بڑے آدمی اور اس کے ملازمین میں سے کئی لوگ اس کے ہمراہ تھے۔ انہوں نے شہر بہ شہر سفر کرنا شروع کیا یہاں تک کہ کچھ دور ایک ایسے قصبے میں پہنچے جو سلطان کی مملکت کا حصہ تھا۔

جب قصبے کے رہنے والوں نے سلطان اور اس کے ہمراہیوں کی آمد کی خبر سنی تو اس کے استقبال کو نکلے تاکہ اپنی اطاعت کا اظہار کریں چونکہ وہ جانتے تھے کہ سلطان اپنی رعایا کی خیر وعافیت دریافت کرنے آیا ہے لہذا وہ ایک چھوٹے لڑکے کو اس کے حضور لائے اور کہنے لگے "عالیجاہ! یہ ایک یتیم لڑکا ہے پچھلی وبا میں اس کے والدین کا سایہ اس کے سر سے اٹھ گیا اور اب یہ بے یارومددگار ہے۔" سلطان کا دل اس بچے کے لئے رحم سے بھر گیا۔ حکم دیا کہ اسے نیا لباس پہننے کو دیا جائے۔ پھر اسے اپنے ساتھ محل میں لے گیا تاکہ اپنے بیٹوں کی طرح اس کی پرورش کرے۔

وہ لڑکا محل میں پہنچ گیا اور سلطان نے اس پر نوازشوں کی بارش شروع کردی۔ جو کچھ اس نے مانگا اسے دیا جیسے وہ اس کا اپنا بیٹا تھا۔ اور جیسا اس کی اپنی اولاد کو ہونا چاہیے تھا اس نے بھی اپنے احکام کو بجالانا اور سچی محبت رکھنا سکھایا۔ لیکن جب وہ بڑا ہوا تو اس نے اپنے آقا کے احسانوں کو بھلادیا اور اپنی باطنی شرارت کو اس سے پوشیدہ رکھا اسی لئے اس کا نام "احسان فراموش" پڑگیا جیسا کہ آپ نے کہانی کے عنوان میں پڑھا ہے۔وہ فقط ایسے موقع کے انتظار میں تھا کہ بارگاہ سلطانی سے نکل بھاگے اور حکومت کو نقصان پہنچائے۔

جب وہ اپنی تدبیروں میں مشغول تھا تو "دشمن خیر" نامی ایک بداطوار سلطان منصور کے ملک میں اس کے خلاف جنگ کی غرض سے گھس آیا۔وہ منصور کے دشمنوں میں سب سے زیادہ قوی تھا اور چونکہ اسے "احسان فراموش" کی تدبیروں کا علم تھا اس لئے اس نے اسے ایک خط بھیجا جس میں اسے ترغیب دی کہ منصور کے لشکر سے جدا ہو کر مجھ سے آن ملو۔ میں تمہیں نہایت ہی معقول تنخواہ اور بلند درجہ دوں گا۔

خط پڑھ چکنے کے بعد اسے رد کرنے اور اپنے آقا کو دکھانے کی بجائے اس نے خوشی کے ساتھ اس تجویز کو قبول کرلیا۔ رات ہوتے ہی نکل بھاگا اور دشمن کی فوجوں سے جا ملا۔ جب منصور کو اس کی غداری کا علم ہوا تو اسے سخت صدمہ ہوا۔ لیکن اس کی محبت میں

فرق نہ آیا اور اسے امید تھی کہ جنگ کے خاتمہ سے پہلے ہی وہ دشمن کی لشکر گاہ کو چھوڑ کر واپس لوٹ آئے گا کیوں کہ سلطان کو اپنی فتح کا پورا یقین تھا۔ وہ ہر گز نہ چاہتا تھا کہ "احسان فراموش" قید کیا جائے لہذا اس نے ایک نہایت ہی محبت اور ارمان سے بھرا خط لکھا جس میں اسے لوٹ آنے پر ابھارا اور لکھا کہ اگر وہ جنگ کے خاتمے سے پہلے واپس آگیا تو اسے معاف کر دیا جائے گا اور جس بڑے جرم کا وہ مرتکب ہوا تھا وہ بصد خوشی بخش دیا جائے گا۔

احسان فراموش کو اس خط کا کوئی پاس نہ تھا اس نے اسے زمین پر پھینک دیا پھر بھی منصور نے دوبارہ کوشش کی اور اپنی حکومت کے بعض بڑے بڑے آدمیوں کو پیغام دے کر بھیجا کہ اسے وعظ و نصیحت سے واپس آنے پر راضی کریں لیکن نہ تو وہ نصیحت سنتا تھا اور نہ ہی واپس آنا چاہتا تھا۔ آخر کار منصور کے عزیز بیٹے "شہزادہ حیات منجی" نے اپنے باپ سے کہا" اباجان اگر آپ اجازت دیں تو میں خود رات ہوتے ہی "احسان فراموش" کے پاس جاؤں گو اس میں جان کا خطرہ ہے لیکن میں اسے اپنا بھائی سمجھتا ہوں اور اسے پیار کرتا ہوں ۔ شاید مجھے بذات خود آتا دیکھ کر وہ شرمندہ ہو اور میرے ساتھ واپس لوٹ آئے ۔ اس کے باپ نے کہا" بیٹا جاؤ لیکن اسے ضرور بتادینا کہ اگر اب وہ تمہارے ساتھ واپس نہ آیا تو میں اس کے پاس اور قاصد نہیں بھیجوں گا اور نہ ہی کبھی اسے معاف کروں گا ۔ اسے کہہ دینا کہ یہ آخری موقع ہے ۔" پس شہزادہ رات کے وقت دشمن کے علاقے کی طرف روانہ ہوا اور تنہائی میں "احسان فراموش" سے ملا اور اسے لاکھ سمجھایا کہ میں تجھے پیار کرتا ہوں اور تیری غیر موجودگی میرے لئے شدید غم کا باعث ہے ساتھ ہی مجھے پورا یقین ہے کہ میرا والد دشمن پر فتح پائے گا۔ تمہارا گرفتار ہونا مجھے اچھا نہ لگے گا۔ کیوں کہ تب ہم تمہیں معاف نہ کرسکیں گے ۔ اس نے اسے واپس لوٹ آنے پر مجبور کرنے کی لاکھ کوشش کی تاکہ وہ اس کے والد کا فرمانبردار ہوجائے لیکن اب "احسان فراموش" کا دل اور بھی سخت ہوگیا اور اس نے واپس جانے سے انکار کردیا ۔ وہ دل میں کہنے لگا کہ منصور کے سپاہیوں کے ہاتھوں گرفتار ہو بھی جاؤں تو بھی بادشاہ کا دل رحم اور فضل سے بھر جائے گا اور وہ مجھے معاف کردے گا اور ممکن ہے پرانے عہدے پر پھر سے مجھے بحال کردے ۔

منصور اور دشمن خیبر کے درمیان جنگ کافی عرصہ تک جاری رہی اور آخر ایسا اتفاق ہوا کہ دشمن خیبر اور اس کے ساتھی منصور کے سپاہیوں کے ہاتھوں گرفتار ہوگئے ۔ قیدیوں کو جن میں "احسان فراموش" بھی تھا قید خانے میں ڈال دیا گیا۔ تاوقتیکہ بادشاہ ان کے بارے میں دوسرا حکم نہ دے ۔

آخر کار "احسان فراموش" اپنے آقا کے حضور پیش کیا گیا تاکہ اس کا انصاف کیا جائے ۔ وہ بادشاہ سے اپنے جرم کا اعتراف کرکے کہنے لگا" عالیجاہ: آپ حق بجانب ہیں میں سزا کے لائق ہوں میں نے جہاں پناہ سے غداری کی اور حضور کی نصیحتوں پر کان نہ لگایا۔ اور آپ کے بھیجے ہوئے کئی خطوں کو کوئی اہمیت نہ دی لیکن میں جانتا ہوں کہ آپ بہت رحمدل اور شفیق ہیں لہذا مجھے معاف کردیجیے اور یاد فرمائیے کہ دشمن کی فوجوں سے مل جانے سے پہلے میں نے کئی سالوں تک جناب کی خدمات انجام دی ہیں اگر آپ کی شفقت کا تقاضہ نہیں کہ مجھے بخش دیا جائے تو التجا ہے کہ میری پرانی طویل خدمات کے بدلے ہی میں مجھے معاف کردیا جائے ۔"

جب شاہزادوں نے یہ الفاظ سنے تو اس کی دیدہ دلیری کے لئے اسے برا بھلا کہا ۔ تب سلطان نے اسے جواب دیا" اے احسان فراموش" جب موقع ہاتھ سے جاتا رہا تب تونے اپنے جرم کا اعتراف کیا ہے ۔ اور اس وقت توبہ کی جب توبہ کا کوئی فائدہ نہیں۔

پھر تونے یہ بھی کہا کہ میں سخی اور نرم دل ہوں یہ تو صحیح ہے اور محض اپنی رحمدلی کی وجہ سے میں تیری بغاوت کو اتنے عرصے تک برداشت کرتا رہا۔ میں نے تجھے پیغامات بھجوائے تونے ان کا لحاظ نہ کیا یہاں تک کہ میں نے اپنے بیٹے کو تیرے پاس بھیجا اور تونے اس کی عزت کا بھی کوئی خیال نہ کیا بلکہ دل ہی دل میں بغاوت پر اڑا رہا اور بلاوجہ مجھ سے نفرت کرتا رہا۔ اب تو میرے پاس اپنی مرضی سے نہیں بلکہ مجبور اور حاجتمند ہو کر آیا ہے ۔ توبہ تیرے لئے ممکن نہیں اور نہ ہی تو کوئی عذر پیش کرسکتا ہے ۔جہاں تک تیری خدمات کا تعلق ہے ۔تجھے میرا ممنون ومشکور ہونا چاہئیے کیوں کہ تو ایک یتیم لڑکا تھا میں نے تجھے اپنے محل میں پناہ دی اور اپنے بچوں کے ساتھ اپنے بیٹے کی طرح پرورش کی ۔ تجھے انعام مانگنے کا کوئی حق نہیں ہے اور جو کچھ میں نے تیرے ساتھ کیا وہ فقط میری شفقت تھی ۔لیکن اب تو اپنی غداری کے باعث سزا کے لائق ہے ۔"

پھر اس نے جلاد کو اس کے سر قلم کرنے کا حکم دیا اور یوں اس کی زندگی کا انجام نہایت ہی حسرتناک ہوا۔

کہانی کا مطلب :

اے برادر عزیز! کہیں ایسا نہ ہو کہ جو انجام احسان فراموش کا ہوا وہی آپ کا ہو۔ کیا آپ نہیں جانتے کہ خدا آپ کو عدم سے وجود میں لایا ہے ۔ اور اس نے اشرف المخلوقات کا درجہ آپ کو بخشا ہے تاکہ آپ اس کی بندگی کریں اور اس سے محبت رکھیں۔ جیسا کہ اس نے کتاب مقدس (توریت شریف) میں حکم دیا ہے کہ "تو اپنے سارے دل اور اپنی ساری جان اور اپنی ساری عقل سے پروردگار سے محبت رکھ" وہی ہے جو آئے دن آپ کی مدد کرتا ہے آپ کو زندگی اور صحت بخشتا ہے ،غذا، اور کپڑے اور دوسری ضروریات کی چیزیں مہیا کرتا ہے۔ خلاصہ یہ کہ منصور کے احسان فراموش کے ساتھ نیک سلوک سے کہیں زیادہ اس نے آپ کے ساتھ نیکی اور مہربانی کا سلوک کیا ہے ۔مگر افسوس آپ نے کیا کیا ؟ اپنے دل میں جھانک کر دیکھئے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ آپ اپنے پروردگار کی شفقت کو بھول گئے اور اس کے خلاف بغاوت اختیار کی آپ پر یہ بھی ظاہر ہوگا کہ آپ اس کے دشمن شیطان سے جا ملے اور گناہ کی طرف تیزی سے کھچے چلے گئے اپنے باطن پر نگاہ کیجئے اور آپ جانیں گے کہ آپ حقیقت میں احسان فراموش ہیں۔ لیکن اس کے باوجود خدا آپ پر اپنے رحم و کرم سے باز نہیں آیا۔ وہ آپ کے گناہوں کو معاف کردینے کے لئے تیار ہے جیسے منصور نے احسان فراموش کو توبہ کی طرف کئی بار بلایا۔ کیا اسی طرح بارہا پروردگار کی آواز آپ کو سنائی نہیں دیتی ؟ کیا آپ کو اس کی آواز اپنے ضمیر میں اور اس کے وفادار بندوں کی زبانی سنائی نہیں دیتی ؟ لیکن افسوس اس کی آواز سننے اور واپس لوٹ کے آنے کی بجائے آپ کا دل اور بھی زیادہ باغی ہوجاتا ہے اور آپ کے کام نافرمانی پر اور بھی جم جاتے ہیں اور کیا یہ حقیقت نہیں کہ آپ ایک ایسے شخص کی طرح زندگی گذار رہے ہیں جو خدا اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتا ؟ یقیناً آپ احسان فراموش کی طرح ہیں اور اپنے دل کو جھوٹی تسلیاں دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ خدا تو رحیم و کریم ہے وہ قیامت کے دن پر رحم کرے گا اور باز پرس ،اعمال کا جائزہ لینے اور سزا وجزا کے بغیر ہمیں وارث جنت بنادے گا۔

افسوس !آپ ابھی تک گمراہ ہیں اور بھٹک رہے ہیں کیا یہ حقیقت نہیں کہ خدا رحیم و کریم ہے وہ سزا وجزا پر بھی قادر ہے ؟ آپ کیوں اس کی رحمت ہی پر بھروسہ کرتے ہیں اور سخت سزا سے نہیں ڈرتے ؟ وہ اپنی کتاب مقدس میں فرماتا ہے کہ " میں کسی گنہگار کو بھی بے سزا نہ چھوڑوں گا "۔اس کے سچے رسول نے فرمایا ہے "فریب نہ کھاؤ خدا

ٹھٹھوں میں نہیں اڑایا جاتا" یاد رکھئیے جتنا علم خدا کی رحمت کے بارے میں آپ کو ہے اتنی ہی زیادہ ذمہ داری بھی آپ پر آتی ہے۔ اور اگر آپ اس سے باغی ہیں تو آپ کی سزا میں اور بھی اضافہ ہوگا۔ احسان فراموش کو علم تھا کہ منصور رحیم اور نرم دل ہے لیکن محض علم اس کے کسی کام نہ آیا اور یہی اس کی تباہی کا باعث ہوا، اسی طرح شیطان بھی جانتا ہے کہ خدا رحیم و کریم ہے لیکن محض علم اس کو بچا نہ سکا۔

عزیز بھائی۔ میرے اس سوال پر برا نہ مانئے کیونکہ میں آپ کی مدد کرنے کی غرض سے پوچھ رہا ہوں، کیا آپ سخی منصور کی مانند بننا چاہتے ہیں یا دشمن خدا کی طرح ؟ کیا آپ شیطان کی پیروی کرنا چاہتے ہیں یا خدا کی ؟ کیا آپ بھی قیامت کے دن خدا کے سامنے احسان فراموش کی طرح فقط جھوٹے بہانے لے کر حاضر ہونے کی سوچ رہے ہیں اور پھر بھی امیدوار ہیں کہ آپ کی باغیانہ زندگی کے باوجود بھی خدا آپ کو جنت کی نعمتوں سے سرافراز فرمائے گا؟ عزیز بھائی، میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اس فرصت کو غنیمت جانئے توبہ کیجئے اور خدا کی طرف رجوع کیجئے اپنے دل کو کامل طور پر اس کے حوالے کردیجئے اور اس پر ایمان لائیے کیوں کہ وہ آپ سے محبت رکھتا ہے اور چاہتا ہے کہ آپ گناہ کی قید اور سزا سے چھٹ جائیں۔

آیا آپ کو شک ہے کہ وہ آپ کو قبول کرے گا؟ ذرا سوچئیے تو کہ وہ آپ کو کتنا پیار کرتا ہے۔ کتنے پیغمبر بھیجنے کے بعد آخر اس نے اپنے پیارے محبوب جناب مسیح کو بھیجا کہ وہ خود سے آپ کا میل ملاپ کرادے۔ اس کی مقدس انجیل میں لکھا ہے کہ "خدا نے مسیح میں ہو کر اپنے ساتھ دنیا کا میل ملاپ کرلیا۔" آپ نادار و گمراہ ہیں اور آپ پر سزا کا حکم ہوچکا لیکن آپ ہی کی جستجو کے لئے خدا نے مسیح کو بھیجا تاکہ آپ کو خدا کے پاس صحیح سالم لوٹا لائے اس نے نہ فقط منصور کے بیٹے کی طرح اپنی جان کو خطرہ میں ڈالا بلکہ اس نے آپ کے گناہوں کے لئے اپنی جان کی قربانی دی ۔ اس نے موت کو جو آپ کے گناہوں کی سزا تھی خود برداشت کیا اور اب وہ اس کے عوض خدا کی زندگی آپ کو عطا کرتا ہے۔ پس یہ مسیح وہی ہے جس کا ذکر اس کہانی میں "منجی" اور شہزادہ حیات" کے ناموں سے ہوا ہے۔

اے عزیز بھائی یہ محبت کتنی عظیم ہے اور وہ دل جو اس محبت کا احساس نہیں کرتے کتنے سخت ہیں۔ آئیے امن کے مقام کی طرف لوٹ آنے کے اس پر محبت دعوت نامہ کو ہم خوشی اور ایمان کے ساتھ قبول کریں۔ جناب مسیح ہمیں دعوت دیتے ہوئے فرماتے ہیں "راہ، حق اور زندگی میں ہوں کوئی آدمی میرے بغیر باپ کے پاس نہیں آتا" اور پھر یہ فرماتے ہیں "جو کوئی میرے پاس آتا ہے میں اسے ہرگز نہ نکالوں گا" کاش ہم اس نجات کو جو خدا کی طرف سے ہے رد نہ کریں کیوں کہ زندہ خدا کے ہاتھوں میں پڑنا کتنا مہیب ہے۔ "انجیل مقدس کا ایک قول ہے" اتنی بڑی نجات سے غافل رہ کر ہم کیوں بچ سکتے ہیں؟" اس لئے " اگر آج تم اس کی آواز سنو تو اپنے دلوں کو سخت نہ کرو۔"